بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر (186)

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا
بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾﴾

ذ ک ر

(ن) **جَوْبًا**: (۱) کوئی فاصلہ طے کرنا۔ (۲) کسی چیز کو کاٹنا یا تراشنا (کاٹنے والا کاٹتے یا تراشتے ہوئے ایک فاصلہ طے کرتا ہے)۔ ﴿وَ ثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿۹﴾﴾ (89/الفجر:9) ’’اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے تراشا پتھروں کو وادی میں۔‘‘

جَوَابٌ: اسم ذات ہے۔ کسی بات کا جواب (کہنے والے کی بات جتنا فاصلہ طے کر کے آتی ہے، جواب دینے والے کی بات وہی فاصلہ طے کرتی ہے)۔ ﴿وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ﴾ (7/الاعراف:82) ’’اور نہیں تھا ان کی قوم کا جواب مگر یہ کہ تم لوگ نکالو ان کو۔‘‘

(افعال) **اِجَابَةً**: (۱) بات کا جواب دینا۔ (۲) کسی کی بات یعنی حکم کو ماننا۔ (۳) کسی کی بات یعنی درخواست کو قبول کرنا۔ ﴿مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۶۵﴾﴾ (28/القصص:65) ’’کیا جواب دیا تم لوگوں نے رسولوں کو۔‘‘ ﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ﴾ (27/النمل:62) ’’یا کون بات قبول کرتا ہے لاچار کی جب بھی وہ پکارے اس کو۔‘‘

اَجِبْ: فعل امر ہے۔ تو کہنا مان۔ تو قبول کر۔ ﴿یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ﴾ (46/الاحقاف:31) ’’اے ہماری قوم تم لوگ کہنا مانو اللہ کی دعوت دینے والے کا۔‘‘

مُجِیْبٌ: اسم الفاعل ہے۔ ماننے والا۔ قبول کرنے والا۔ ﴿اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ﴿۶۱﴾﴾ (11/ھود:61) ’’یقیناً میرا رب قریب ہے، قبول کرنے والا ہے۔‘‘

(استفعال) **اِسْتِجَابَةً**: یہ مادہ باب استفعال اور باب افعال میں ہم معنی ہے، اس فرق کے ساتھ کہ باب استفعال میں جواب دینے، بات ماننے اور قبول کرنے کو ضروری سمجھنا۔ ترجمے میں یہ فرق واضح کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ﴾ (3/آل عمران:195) ’’پس قبول کی ان کی بات ان کے رب نے۔‘‘

اِسْتَجِبْ: فعل امر ہے۔ تو ضرور کہنا مان۔ تو ضرور قبول کر۔ ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ﴾ (8/الانفال:24) ’’اے لوگو جو ایمان لائے! تم لوگ ضرور حکم مانو اللہ کا اور ان رسول کا۔‘‘

ر ش د

(ن۔س) **رَشَدًا**: صحیح یعنی نیک راہ پر چلنا۔ ہدایت یافتہ ہونا۔ ہدایت پانا۔ آیت زیر مطالعہ۔

رَاشِدًا: اسم الفاعل ہے۔ ہدایت پانے والا۔ ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ﴾ (49/الحجرات:7) ’’وہ لوگ ہی ہدایت پانے والے ہیں۔‘‘

392

رَشِيْدٌ	فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہدایت یافتہ۔ نیک چلن۔ ﴿ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴾ (11/ھود:78) ''کیا تم لوگوں میں کوئی نیک چلن مرد نہیں ہے۔''
رَشَادٌ	اسم ذات ہے۔ نیکی۔ بھلائی۔ ہدایت۔ ﴿ وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴾ (40/المومن:29) ''اور میں ہدایت نہیں دیتا تم لوگوں کو مگر نیکی کے راستے کی۔''
رَشَدٌ	بھلی راہ۔ نیک راہ۔ ﴿ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴾ (72/الجن:10) ''یا ارادہ کیا ان کے لیے ان کے رب نے نیک راہ کا۔''
رُشْدٌ	(۱) نیک راہ۔ ہدایت۔ (۲) سوجھ بوجھ۔ معاملہ فہمی (جو ہدایت کا باعث ہے)۔ ﴿ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ﴾ (2/البقرہ:256) ''واضح ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے۔'' ﴿ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا ﴾ (4/النساء:6) ''پھر اگر تم لوگ پاؤ ان میں کوئی سمجھ بوجھ۔''
(افعال) اِرْشَادًا	صحیح راہ بتانا۔ ہدایت دینا۔
مُرْشِدٌ	اسم الفاعل ہے۔ سیدھی راہ بتانے والا۔ ہدایت دینے والا۔ ﴿ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴾ (18/الکہف:17) ''پھر تو نہیں پائے گا اس کے لیے کوئی ہدایت دینے والا رفیق۔''

ترکیب

اِذَا شرطیہ ہے۔ سَاَلَ سے عَنِّیْ تک شرط ہے جب کہ فَاِنِّیْ سے اِذَا دَعَانِ تک جواب شرط ہے سَاَلَ کا فاعل عِبَادِیْ ہے اور كَ اس کی ضمیر مفعولی ہے اور عَنِّیْ متعلق فعل ہے۔ فَاِنِّیْ مبتداء ہے قَرِیْبٌ اس کی خبر اوّل ہے اور اُجِیْبُ سے دَعَانِ تک جملہ فعلیہ خبر ثانی ہے۔ دَعْوَةَ الدَّاعِ مرکب اضافی ہے اور اُجِیْبُ کا مفعول ہے اس لیے اس کا مضاف منصوب ہے۔ اَلدَّاعِ پر لام جنس ہے نِ دراصل نِیْ ہے جو دَعَا کی ضمیر مفعولی ہے۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا اور وَلْیُؤْمِنُوْا فعل امر غائب ہیں۔ ان کے فاعل هُمْ کی ضمیریں ہیں۔ جو عِبَادِیْ کے لیے ہیں۔

ترجمہ

قَرِيْبٌ	فَاِنِّيْ	عَنِّيْ	عِبَادِيْ	سَاَلَكَ	وَاِذَا
قریب ہوں	تو یقیناً میں تو	میرے بارے میں	میرے بندے	پوچھیں آپؐ سے	اور جب بھی

نِ	دَعَا	اِذَا	دَعْوَةَ الدَّاعِ	اُجِيْبُ
مجھ کو	وہ پکارے	جب بھی	ہر پکارنے والے کی پکار کو	میں قبول کرتا ہوں

بِيْ	وَلْيُؤْمِنُوْا	لِيْ	فَلْيَسْتَجِيْبُوْا
مجھ پر	اور چاہیے کہ وہ لوگ ایمان لائیں	میرا	پس چاہیے کہ وہ لوگ حکم مانیں

لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ
شائد کہ وہ لوگ ہدایت پائیں۔

نوٹ۔1

آیت نمبر ۲/۱۸۴ کے نوٹ۔ ۲ میں یہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا کُل کا کُل مدار

اس احساس پر ہے کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس احساس میں اب ایک 392 نئے زاویے (DIMENSION) کا اضافہ کرلیں کہ اللہ تعالیٰ صرف ہمارے ساتھ ہی نہیں ہوتا بلکہ قریب بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ زمان و مکاں کی قید سے بے نیاز ہے۔ اس لیے وہ ہر جگہ، ہر لمحہ اور ہر آن موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معیت اور قربت کے اس احساس کو روزوں میں جگانے کی مشق کرلیں اور روزوں کے بعد بھی اس کو جگائے رکھیں تو ان شاء اللہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ والی بات پوری ہو جائے گی اور اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ کی حکمت سمجھ میں آجائے گی۔ نیز فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ کی مزید وضاحت کے لیے آیت نمبر ۵۸/ ۷ کا پورا مفہوم ذہن میں رکھیں جس میں بتایا گیا ہے کہ جہاں کہیں تین اشخاص باتیں کرتے ہیں، وہاں چوتھا اللہ ہوتا ہے۔

اب ذرا سوچیں کہ اپنے ڈرائنگ روم میں سیاست پر گفتگو کے دوران جب ہم شخصیات کو زیر بحث لاتے ہیں، اس وقت یا تو ہم غیبت کرتے ہیں یا بہتان لگاتے ہیں۔ کیونکہ لگایا جانے والا الزام اگر درست ہے تو غیبت ہے اور اگر غلط ہے تو بہتان ہے۔ یہ کام کرتے ہوئے اگر ہمیں احساس ہوجائے کہ ڈرائنگ روم میں ہم نشینوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھی ہے تو یقینا ہمارا رویہ تبدیل ہوگا۔ اسی طرح ٹی۔ وی لاؤنج، دفتر، دوکان وغیرہ میں اس احساس کو جگا کر تجربہ کرلیں اور پھر متعلقہ آیات کا مفہوم ذہن میں دہراتے رہیں تو ان شاء اللہ رمضان کا فیض جاری رہے گا، خواہ نفلی روزے رکھیں یا نہ رکھیں۔

نوٹ۔2

اس آیت میں دوسری اہم بات یہ اعلان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ اس کے لیے عابد۔ زاہد۔ فاسق۔ فاجر وغیرہ کی کوئی قید نہیں لگائی گئی ہے۔ دوسری طرف ہمارا یعنی عام مسلمانوں کا تجربہ یہ ہے کہ ہماری اکثر دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اس لیے ہم ایسے پہنچے ہوئے لوگوں کو تلاش کرتے ہیں جن کی دعا یا سفارش قبول ہوجائے۔ اس بظاہر تضاد کی وجہ یہ ہے کہ دُعا کی قبولیت کا مفہوم ہمارے ذہن میں محدود ہے۔ جب کہ قرآن وحدیث میں اسے وسیع تر مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس فرق کو سمجھ لیں۔

اپنے وسیع تر مفہوم میں کسی بھی دعا کے قبول ہونے کی صورتیں یہ ہیں۔ (۱) جو چیز ہم مانگ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے علم میں اگر وہ ہمارے لیے مفید ہے اور فوری طور پر ملنے میں ہمارا کوئی نقصان بھی نہیں ہے، تو اللہ تعالیٰ وہ چیز ہمیں اسی وقت دے دیتا ہے۔ (۲) جو چیز ہم مانگ رہے ہیں وہ ہمارے لیے مفید تو ہے لیکن اس کا فوری طور پر ملنا ہمارے لیے مفید نہیں ہے، تو ایسی صورت میں دعا کے قبول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز ہمیں اس وقت دی جائے جب اس کا ملنا ہمارے لیے مفید ہو۔ (۳) جو چیز ہم مانگ رہے ہیں وہ ہمارے لیے مفید نہیں ہے، تو ایسی صورت میں دُعا کی قبولیت کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ چیز ہم کو نہ دی جائے اور اس کے بدلے کوئی مفید چیز دی جائے یا کوئی تکلیف اور پریشانی دور کردی جائے یا کسی آنے والی پریشانی کو روک دیا جائے۔ (۴) دعا کی قبولیت کی ایک آخری شکل یہ بھی ہے کہ بندے کی دعا مذکورہ بالا کسی بھی طریقے سے اس دنیا میں قبول نہ کی جائے بلکہ اس کا ثواب آخرت کے لیے محفوظ کردیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ قیامت میں ایسا ثواب جب بندے کے سامنے لایا جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کرے گا کہ تو نے میری باقی دُعائیں دنیا میں کیوں قبول کرلیں؟

دُعا کی قبولیت کا مفہوم اگر سمجھ میں آگیا ہے تو اب یقین کرلیں کہ اللہ ہر بندے کی سنتا ہے۔ شرط صرف ایک ہے کہ بندہ اسے پکارے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دُعا دل سے نکلے اور ذہن اس پر مرتکز ہو۔ اگر دُعا کے رٹے رٹائے الفاظ زبان ادا کررہی ہو اور دل و دماغ کولہو کے بیل بنے پھر رہے ہوں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اللہ کو پکارا ہی نہیں۔

آیت نمبر(186)

392

﴿ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝۱۸۷ ﴾

ر ف ث

(س) رَفْثًا: کوئی فحش بات کرنا۔ پھر کنایۃً مباشرت کے لیے بھی آتا ہے۔ آیت زیر مطالعہ۔

رَفَثٌ: اسم ذات بھی ہے۔ فحش کلام۔ ﴿ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ ۙ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ ﴾ (2/البقرہ :197) ''تو نہ کوئی فحش بات ہے اور نہ کوئی گناہ ہے اور نہ کوئی جھگڑا ہے حج میں۔''

خ و ن

(ن) خَوْنًا: ڈول کی رسی کے ایک ایک بل کا ٹوٹ جانا۔ عہد شکنی کرنا۔ خیانت کرنا۔ ﴿ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ ﴾ (8/الانفال:71) ''وہ لوگ عہد شکنی کر چکے ہیں اللہ سے اس سے پہلے۔''

خِيَانَةٌ: اسم ذات ہے۔ عہد شکنی۔ خیانت ﴿ وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً ﴾ (8/الانفال:58) ''اور اگر تمہیں خوف ہو کسی قوم سے کسی عہد شکنی کا۔''

خَآئِنٌ: اسم الفاعل ہے۔ وعدہ خلافی کرنے والا۔ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝۵۸ ﴾ (8/الانفال:58) ''یقیناً اللہ وعدہ خلافی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔''

خَوَّانٌ: فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار وعدہ خلافی کرنے والا۔ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝۳۸ ﴾ (22/الحج:38) ''بے شک اللہ محبت نہیں کرتا کسی بھی بار بار وعدہ خلافی کرنے والے سے، انتہائی ناشکری کرنے والے سے۔''

خ ی ط

(ض) خَيْطًا: کپڑا سینا۔

خَيْطٌ: اسم ذات بھی ہے۔ دھاگہ۔ ڈوری۔ آیت زیر مطالعہ۔

خِيَاطٌ: اسم ذات ہے۔ سوئی۔ ﴿ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ ﴾ (7/الاعراف:40) ''یہاں تک کہ داخل ہو اونٹ سوئی کے ناکے میں۔''

ب ی ض

(ض) بَيْضًا: پرندے کا انڈا دینا۔ کسی چیز پر سفیدی کا غالب ہونا۔

بَيْضٌ: اسم جنس بھی ہے۔ انڈا۔ ﴿ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ۝۴۹ ﴾ (37/الصافات:49) ''جیسے کہ وہ محفوظ کیے ہوئے انڈے ہیں۔''

اَبْيَضُ — مؤنث بَيْضَاءُ ج بِيْضٌ۔ اَفْعَلُ الوان وعیوب کے وزن پر صفت ہے۔سفید رنگ والا یعنی سفید۔﴿ وَّ نَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴾ (26/الشعراء:33)''اور انہوںؑ نے نکالا اپنا ہاتھ تو جب ہی یعنی اسی وقت وہ سفید ہے دیکھنے والوں کے لیے۔﴿ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ ﴾ (35/فاطر:27)''اور پہاڑوں میں سفید گھاٹیاں ہیں۔''

(اِفْعِلَالٌ) **اِبْيِضَاضٌ** — سفید ہوجانا۔﴿ وَ ابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ ﴾ (12/یوسف:84)''اور سفید ہوگئیں انؑ کی دونوں آنکھیں غم سے۔''

س	و	د

(ن) **سَوْدًا** — بزرگ ہونا۔کسی گروہ یا قوم کا سردار ہونا۔

(س) **سَوَدًا** — سیاہ ہونا۔کالا ہونا۔

سَيِّدٌ — ج سَادَةٌ۔ سردار۔ آقا۔﴿ وَّ اَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ﴾ (12/یوسف:25)''اور وہ دونوں ملے عورت کے آقا یعنی شوہر سے دروازے کے پاس۔''﴿ رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴾ (33/الاحزاب:67)''اے ہمارے رب! بے شک ہم نے اطاعت کی اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑوں کی تو انہوں نے بھٹکا یا ہم کو اس راستے سے۔''

اَسْوَدُ — ج سُوْدٌ۔ اَفْعَلُ الوان وعیوب کے وزن پر صفت ہے۔کالے رنگ والا یعنی کالا۔﴿ وَ غَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴾ (35/فاطر:27)''اور کچھ انتہائی سیاہ ہیں۔''

(اِفْعِلَالٌ) **اِسْوِدَادٌ** — کالا ہوجانا۔﴿ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ﴾ (3/آل عمران:106)''جس دن سفید ہوجائیں گے کچھ چہرے اور سیاہ پڑ جائیں گے کچھ چہرے۔''

مُسْوَدٌّ — اسم الفاعل ہے۔ سیاہ پڑنے والا۔ کالا ہونے والا۔﴿ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ﴾ (39/الزمر:60)''جن لوگوں نے جھوٹ کہا اللہ پر ان کے چہرے سیاہ پڑنے والے ہیں۔''

ح	د	د

(ن) **حَدًّا** — کسی چیز کا آخری کنارہ یا انتہا مقرر کرنا۔جیسے کسی پلاٹ کے کناروں یعنی حدوں کا تعین کرنا۔

(ض) **حِدَّةً** — (۱) غضبناک ہونا۔سخت ہونا۔(۲) کسی چیز کا تیز ہونا جیسے چھری کا تیز ہونا۔

حَدٌّ — ج حُدُوْدٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ کنارہ۔ انتہا۔ حد۔﴿ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ﴾ (9/التوبۃ:112)''اور حفاظت کرنے والا اللہ کی حدود کی۔'' (اللہ کی حدود کا مطلب ہے اس کی دی ہوئی اجازت کی انتہا،جس کے آگے اس کی نافرمانی شروع ہوتی ہے)۔

حَدِيْدٌ — فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔(۱) لوہا۔(۲) تیز۔﴿ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ﴾ (18/الکھف:96)''تم لوگ لاؤ میرے پاس لوہے کے تختے۔''﴿ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴾ (50/قٓ:22)''پس تیری بصارت آج تیز ہے۔''

(مفاعلہ) **حِدَادًا** — ایک دوسرے پر تیز ہونا۔ باہم مخالفت کرنا۔طعنہ دینا۔﴿ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ ﴾ (33/الاحزاب:19)''وہ لوگ چڑھائی کریں گے تم لوگوں پر طعنہ دینے والی زبانوں سے۔''﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ﴾ (58/المجادلہ:20)''بے شک جو لوگ مخالفت کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی وہ لوگ انتہائی ذلیلوں میں ہیں۔''

ترکیب

392

اُحِلَّ ماضی مجہول ہے اور الرَّفَثُ اس کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ جب کہ لَیۡلَةَ ظرف ہونے کی وجہ سے نصب میں ہے۔ ھُنَّ اور اَنۡتُمۡ مبتداء ہیں اور لِبَاسٌ خبر ہے۔ کُنۡتُمۡ تَخۡتَانُوۡنَ ماضی استمراری ہے لیکن یہ اَنَّکُمۡ کی خبر ہے اس لیے ترجمہ حال میں ہوگا۔ فَتَابَ عَلَیۡکُمۡ یہاں پر اپنے لغوی مفہوم میں ہے۔ بَاشِرُوۡ فعل امر ہے۔ اس کا فاعل اس میں شامل اَنۡتُمۡ کی ضمیر ہے اور ھُنَّ اس کا مفعول ہے۔ وَابۡتَغُوۡا کا مفعول مَا ہے۔ حَتّٰی کی وجہ سے یَتَبَیَّنَ منصوب ہے اور الۡخَیۡطُ الۡاَبۡیَضُ اس کا فاعل ہے۔ اَتِمُّوۡا کا فاعل اَنۡتُمۡ کی ضمیر ہے اور الصِّیَامَ اس کا مفعول ہے۔ اِلَی الَّیۡلِ دولام کے بجائے یعنی اللَّیۡل کے بجائے ایک لام سے لکھا گیا ہے، یہ قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے۔ وَاَنۡتُمۡ عٰکِفُوۡنَ کا واو حالیہ ہے۔ یُبَیِّنُ کا فاعل اللّٰہُ ہے اور اٰیٰتِهٖ اس کا مفعول ہے اس لیے اس کا مضاف اٰیٰتِ منصوب ہے۔

ترجمہ

اُحِلَّ	لَکُمۡ	لَیۡلَةَ الصِّیَامِ	الرَّفَثُ	اِلٰی نِسَآئِکُمۡ ؕ	ھُنَّ
حلال کیا گیا	تم لوگوں کے لیے	روزہ رکھنے کی رات میں	مباشرت کو	تمہاری عورتوں کی طرف	وہ

لِبَاسٌ	لَّکُمۡ	وَاَنۡتُمۡ	لِبَاسٌ	لَّھُنَّ ؕ	عَلِمَ	اللّٰہُ	اَنَّکُمۡ
لباس ہیں	تم لوگوں کے لیے	اور تم لوگ	لباس ہو	ان کے لیے	جانا	اللہ نے	کہ تم لوگ

کُنۡتُمۡ تَخۡتَانُوۡنَ	اَنۡفُسَکُمۡ	فَتَابَ	عَلَیۡکُمۡ	وَعَفَا
خیانت کرتے رہتے ہو	اپنے آپ سے	تو اس نے شفقت کی	تم لوگوں پر	اور اس نے درگزر کیا

عَنۡکُمۡ ۚ	فَالۡـٰٔنَ	بَاشِرُوۡ	ھُنَّ	وَابۡتَغُوۡا	مَا	کَتَبَ اللّٰہُ
تم سے	تو اب	تم لوگ مباشرت کرو	ان سے	اور تم لوگ تلاش کرو	اس کو جو	اللہ نے لکھا

لَکُمۡ	وَکُلُوۡا	وَاشۡرَبُوۡا	حَتّٰی	یَتَبَیَّنَ	لَکُمۡ
تمہارے لیے	اور تم لوگ کھاؤ	اور پیو	یہاں تک کہ	واضح ہو جائے	تمہارے لیے

الۡخَیۡطُ الۡاَبۡیَضُ	مِنَ الۡخَیۡطِ الۡاَسۡوَدِ	مِنَ الۡفَجۡرِ ۪	ثُمَّ اَتِمُّوا	الصِّیَامَ	اِلَی الَّیۡلِ
سفید دھاگہ	کالے دھاگے سے	فجر میں	پھر تم لوگ پورا کرو	روزہ رکھنے کو	رات تک

وَلَا تُبَاشِرُوۡ	ھُنَّ	وَ	اَنۡتُمۡ	عٰکِفُوۡنَ	فِی الۡمَسٰجِدِ ؕ
اور تم لوگ مباشرت مت کرو	ان سے	اس حال میں کہ	تم لوگ	اعتکاف کرنے والے ہو	مسجدوں میں

تِلۡكَ	حُدُوۡدُ اللّٰہِ	فَلَا تَقۡرَبُوۡ	ھَا	کَذٰلِكَ	یُبَیِّنُ اللّٰہُ	اٰیٰتِهٖ
یہ	اللہ کی حدود ہیں	تم لوگ قریب مت ہو	ان کے	اس طرح	اللہ واضح کرتا ہے	اپنی نشانیوں کو

لِلنَّاسِ	لَعَلَّھُمۡ	یَتَّقُوۡنَ
لوگوں کے لیے	شائد کہ وہ لوگ	تقویٰ اختیار کریں

392

نوٹ۔1
مادہ ''ب ی ض'' اور ''س و د'' کی لغت میں ثلاثی مزید فیہ کے باب اِفْعِلَالٌ کا ذکر آیا ہے۔ قرآن مجید میں اس باب کا استعمال نسبتاً کم ہوا ہے اس لیے ''آسان عربی گرامر'' میں یہ نہیں پڑھایا گیا۔ اس کے ماضی، مضارع اور مصدر کا وزن یہ ہے۔ اِفْعَلَّ ۔ یَفْعَلُّ۔ اِفْعِلَالًا ۔ اس کی ابتداء میں ہمزۃ الوصل ہے۔ یہ باب زیادہ تر افعل الوان وعیوب کے لیے آتا ہے اور اس میں مفہوم یہ ہوتا ہے کہ، مذکورہ صفت میں تبدیل ہو جانا یا اس صفت کا حامل ہو جانا۔

نوٹ۔2
اگر اپنے آپ سے خیانت کرنے پر صحابہ کرامؓ توبہ کرتے اور وعدہ کرتے کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے، تو ہم کہتے کہ فَتَابَ عَلَیْکُمْ اصطلاحی مفہوم میں ہے اور اس کے مطابق ترجمہ کرتے۔ لیکن اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اس بات کو جانا اور اپنے حکم میں خود ہی نرمی کر دی۔ اس لیے اس آیت میں فَتَابَ عَلَیْکُمْ اپنے لغوی مفہوم میں ہے اور ترجمہ اسی لحاظ سے کیا گیا ہے۔

نوٹ۔3
ابتداء میں روزوں میں سو جانے کے بعد کھانے پینے وغیرہ کی ممانعت تھی۔ یہ حکم قرآن میں کہیں مذکور نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے صحابہ کرامؓ اس حکم پر عمل کرتے تھے۔ اس آیت میں پہلے اس حکم کو حکم الٰہی قرار دیا گیا پھر آسانی کے لیے اس کو منسوخ کیا گیا (معارف القرآن)۔ اس طرح یہ بھی قرآن مجید کے ان مقامات میں سے ایک ہے جس سے وحی غیر متلو کا ثبوت ملتا ہے۔

آیت نمبر (188)

﴿ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٨﴾ ﴾

د ل و

(ن)	دَلْوًا	(۱) کنویں میں ڈول ڈال کر کھینچنا۔ (۲) بہلا پھسلا کر کام نکالنا۔
	دَلْوٌ	اسم ذات ہے۔ ڈول۔ ﴿ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۭ ﴾ (12/یوسف:19) ''تو اس نے کنویں میں لٹکایا اپنا ڈول۔''
(افعال)	اِدْلَاءً	کنویں میں کوئی چیز لٹکانا۔ اوپر آیت نمبر ۱۲/۱۹ دیکھیں۔
(تفعیل)	تَدْلِيَةً	بہلا پھسلا کر گمراہ کرنا۔ نرمی سے پھسلا دینا۔ ﴿ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ ﴾ (7/الاعراف:22) ''تو اس نے پھسلا دیا ان دونوں کو دھوکے سے۔''
(تفعّل)	تَدَلِّيًا	لٹکانا۔ اُترنا۔ ﴿ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ﴾ (53/النجم:8) ''پھر وہ نزدیک ہوا پھر وہ اترا۔''

ترکیب
لَا تَاْكُلُوْا فعل نہی ہے۔ اس کا فاعل اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور اَمْوَالَكُمْ مفعول ہے، جب کہ بَیْنَکُمْ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ لَا تَاْكُلُوْا کے لائے نہی کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے تُدْلُوْا کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ اس طرح یہ بھی فعل نہی ہے۔ بِھَا میں ھَا کی ضمیر اَمْوَالَكُمْ کے لیے ہے۔ لِتَاْكُلُوْا کا فاعل اَنْتُمْ کی ضمیر ہے۔ فَرِیْقًا اس کا مفعول ہے اور یہاں اپنے لغوی مفہوم میں آیا ہے۔ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کا واو حالیہ ہے۔

ترجمہ

وَلَا تَاْكُلُوْٓا	اَمْوَالَكُمْ	بَيْنَكُمْ	بِالْبَاطِلِ	وَتُدْلُوْا 392	بِهَآ
اورتم لوگ مت کھاؤ	اپنے مال	آپس میں	ناحق	اورتم لوگ مت لٹکاؤ	ان کو

اِلَى الْحُكَّامِ	لِتَاْكُلُوْا	فَرِيْقًا	مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ	بِالْاِثْمِ	وَ
حاکموں کی طرف	تاکہ تم لوگ کھاؤ	کوئی ٹکڑا	لوگوں کے مال سے	گناہ سے	اس حال میں کہ

اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ؑ ﴿۱۸۸﴾
تم لوگ جانتے ہو

نوٹ۔1

اس آیت کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ حاکموں کو رشوت دے کر جائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہ کرو اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جب تم جانتے ہو کہ مال دوسرے شخص کا ہے، تو محض کسی قانونی نقص کی وجہ سے اس کا مقدمہ عدالت میں نہ لے جاؤ۔ اگر عدالت نے تمہارے حق میں فیصلہ دے دیا تو اس دنیا میں تم اس کے قانونی مالک ہو گے لیکن اللہ کے نزدیک وہ تمہارے لیے حرام ہی رہے گا۔ (تفہیم القرآن)۔

آیت نمبر (189)

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۭ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ ﴾

و ق ت

(ن) وَقْتًا: وقت مقرر کرنا۔

وَقْتٌ: اسم ذات بھی ہے۔ وقت ﴿ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۙ﴿۳۷﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ ﴾ (15/الحجر:38-37) ''پس بے شک تو مہلت دیے ہوؤں میں سے ہے معلوم وقت کے دن تک۔''

مَوْقُوْتٌ: اسم المفعول ہے۔ مقرر کیا ہوا وقت۔ ﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ ﴾ (4/النساء:103) ''بے شک نماز مومنوں پر مقرر کیے ہوئے وقت پر فرض ہے۔''

مِيْقَاتٌ: ج مَوَاقِيْتُ ۔ مِفْعَالٌ (اسم الآلہ) کا وزن ہے۔ کوئی کام کرنے کی سرحد کو شناخت کرنے کا آلہ۔ (۱) طے شدہ وقت۔ (۲) نشان زدہ جگہ۔ ﴿ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۙ﴿۳۸﴾ ﴾ (26/الشعراء:38) ''تو جمع کیے گئے سب جادوگر ایک معلوم دن کے طے شدہ وقت پر۔'' ﴿ وَلَمَّا جَاۗءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا ﴾ (7/الاعراف:143) ''اور جب آئے موسیٰ ؑ ہماری طے شدہ جگہ پر۔''

(تفعیل) تَوْقِيْتًا: مقررہ وقت یا جگہ پر جمع کرنا۔ اکٹھا کرنا۔ ﴿ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ۭ﴿۱۱﴾ ﴾ (77/المرسلات:11) ''اور جب تمام رسول جمع کیے جائیں گے۔'' اُقِّتَتْ اصل میں وُقِّتَتْ تھا۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب واؤ کسی کلمہ کے شروع میں آ رہی ہو اور اس کا ضمہ لازم ہو تو اُسے ہمزہ سے بدلا جاتا ہے۔ اسی بناء پر وُجُوْهٌ کو اُجُوْهٌ پڑھنا جائز ہے۔

ترکیب

یَسْئَلُوْنَ فعل ہے۔اس کا فاعل ھُمْ کی ضمیر ہے اور مفعول کَ کی ضمیر ہے۔ ھِیَ مبتداء ہے۔ مَوَاقِيْتُ اس کی خبر ہے جب کہ للنَّاسِ وَالْحَجِّ متعلق خبر ہے۔ اَلْحَجِّ کی جرّ بتارہی ہے کہ یہ لِلنَّاسِ کے حرف جارہ لِ کے زیرِ اثر ہے۔ لَيْسَ کا اسم اَلْبِرُّ ہے اور بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ پورا جملہ اس کی خبر ہے جب کہ مِنْ ظُهُوْرِهَا متعلق خبر ہے۔ لٰكِنَّ کا اسم اَلْبِرَّ ہے اور مَنْ اس کی خبر ہے جو کہ مضاف الیہ ہے۔اس کا مضاف بِرُّ محذوف ہے۔ پورا جملہ اس طرح ہوتا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ بِرُّ مَنْ (بلکہ اصل نیکی اس کی نیکی ہے جس نے)۔دونوں جگہ یعنی اَلْبِرُّ اور اَلْبِرَّ پر لام جنس ہے۔

ترجمہ

یَسْئَلُوْنَكَ	عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ	قُلْ	هِيَ
وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	باریک چاندوں کے بارے میں	آپ کہہ دیجئے کہ	یہ

مَوَاقِيْتُ	لِلنَّاسِ	وَالْحَجِّ ؕ	وَلَيْسَ الْبِرُّ
زمانے کی سرحدوں کو شناخت کرنے کے ذریعے ہیں	لوگوں کے لیے	اور حج کے لیے	اور یہ اصل نیکی ہے

بِاَنْ تَاْتُوا	الْبُيُوْتَ	مِنْ ظُهُوْرِهَا	وَلٰكِنَّ الْبِرَّ	مَنِ
کہ تم لوگ آؤ	گھروں میں	ان کے پچھواڑوں سے	اور لیکن (بلکہ) اصل نیکی	اس کی ہے جس نے

اتَّقٰى ۚ	وَاْتُوا	الْبُيُوْتَ	مِنْ اَبْوَابِهَا ۠	وَاتَّقُوا اللّٰهَ
تقوی اختیار کیا	اور تم لوگ آؤ	گھروں میں	ان کے دروازوں سے	اور اللہ کا تقوی اختیار کرو

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ
شائد کہ تم لوگ فلاح پاؤ

نوٹ۔1

چاند کا گھٹنا بڑھنا ایک ایسا منظر ہے جس نے ہر زمانے میں انسان کی توجہ کو اپنی طرف کھینچا ہے۔اس لیے اس کے متعلق طرح طرح کے اوہام دنیا میں رائج رہے ہیں اور اب تک رائج ہیں۔جن کا خلاصہ یہ ہے کہ چاند میں کمی وبیشی کا کوئی اثر انسان کی قسمت پر پڑھتا ہے۔اہلِ عرب میں بھی ایسے اوہام پائے جاتے تھے جن کی حقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کی گئی۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ چاند کا گھٹنا بڑھنا اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ ایک قدرتی کیلنڈر ہے۔(تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی وجہ سے صحابہ کرامؓ نے سوالات بہت کم کیے ہیں، اور ان کے جن سوالات کا ذکر قرآن میں آیا ہے وہ کل چودہ ہیں، جن میں ایک سوال اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ ہے، دوسرا یہ ہے، اور ان کے بعد سورۂ بقرہ میں ہی چھ سوال اور مذکور ہیں جب کہ باقی چھ سوالات مختلف سورتوں میں آئے ہیں۔(معارف القرآن)

نوٹ۔3

اس آیت کے لَيْسَ الْبِرُّ والے جز سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ جس چیز کو اسلام نے عبادت یا ضروری قرار نہیں دیا اسے

392

اپنی طرف سے ضروری یا عبادت سمجھ لینا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح جو چیز شرعاً جائز ہو اس کو گناہ سمجھنا بھی گناہ ہے۔ بدعات کے ناجائز ہونے کی بڑی وجہ یہی ہے۔ (معارف القران)

آیت نمبر (190)

﴿وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ١٩٠﴾

ترکیب

قَاتِلُوْا فعل امر ہے۔ اس کا فاعل اَنْتُمْ کی ضمیر ہے جبکہ اَلَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ پورا جملہ اس کا مفعول ہے۔ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ امر یعنی حکم کی تمیز ہے جو متعلق فعل کہلائے گا۔ اِنَّ کا اسم لفظ اللّٰهَ ہے اور لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ پورا جملہ اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

وَقَاتِلُوْا	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	الَّذِيْنَ	يُقَاتِلُوْنَكُمْ	وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ
اور تم لوگ قتال کرو	اللہ کی راہ میں	ان لوگوں سے جو	قتال کرتے ہیں تم لوگوں سے	اور زیادتی مت کرو

اِنَّ اللّٰهَ	لَا يُحِبُّ	الْمُعْتَدِيْنَ
بے شک اللہ	محبت نہیں کرتا	زیادتی کرنے والوں سے

آیت نمبر (191)

﴿وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۭ كَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ١٩١﴾

ث ق ف

(س) سَقَفًا (۱) مہارتِ نگاہ سے کسی چیز کا ادراک کرنا۔ کسی چیز کو پالینا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔ (۲) کامیاب ہونا۔ کسی کو جا پکڑنا۔ ﴿اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَاۗءً﴾ (60/الممتحنۃ:2) ''اگر وہ لوگ پکڑ پائیں تم کو تو وہ لوگ ہو جائیں گے تمہارے دشمن۔''

ترکیب

اس آیت میں هُمْ کی ضمیریں گذشتہ آیت کے اَلَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ کے لیے ہے۔ اَلْفِتْنَةُ مبتداء ہے اور اس کے بعد فِي الدِّيْنِ محذوف ہے۔ اَشَدُّ تفضیل بعض ہے اور خبر ہے۔ فِيْهِ میں ہٖ کی ضمیر مسجد حرام کے لیے ہے۔ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ کے بعد فِيْهِ محذوف ہے۔ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ مرکب اضافی ہے اور كَذٰلِكَ کی خبر ہے۔

ترجمہ

وَاقْتُلُوْهُمْ	حَيْثُ	ثَقِفْتُمُوْهُمْ	وَاَخْرِجُوْهُمْ	مِّنْ حَيْثُ
اور تم لوگ قتل کرو ان کو	جہاں کہیں	تم لوگ پاؤ ان کو	اور نکالو ان کو	جہاں سے

اَخْرَجُوْكُمْ	وَالْفِتْنَةُ	اَشَدُّ	مِنَ الْقَتْلِ	وَلَا تُقٰتِلُوْ 392
انہوں نے نکالا تم کو	اور آزمائش (دین میں)	زیادہ شدید ہے	قتل سے	اور تم لوگ جنگ مت کرو

هُمْ	عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	حَتّٰى	يُقٰتِلُوْكُمْ	فِيْهِ	فَاِنْ
ان سے	مسجد حرام کے پاس	یہاں تک کہ	وہ لوگ جنگ کریں تم سے	اس میں	پس اگر

قٰتَلُوْكُمْ	فَاقْتُلُوْهُمْ	كَذٰلِكَ	جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ
وہ لوگ جنگ کریں تم سے (اس میں)	تو تم لوگ قتل کرو ان کو (اس میں)	اس طرح	کافروں کی جزا ہے

نوٹ۔1 مکہ میں مسلمان کمزور تھے تو انہیں حکم دیا گیا تھا کہ مخالفین کے ظلم پر صبر کریں اور ثابت قدم رہیں۔ اس حکم میں پہلی ترمیم سورۃ الحج کی آیت نمبر۔ ۳۹ میں نازل ہوئی جس میں مخالفین سے جنگ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس کے بعد مذکورہ بالا آیات نمبر۔ ۱۹۰۔۱۹۱ میں ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور زخمیوں پر ہاتھ اُٹھانے، کھیتوں اور مویشیوں کو تباہ کرنے اور اسی قسم کے دوسرے وحشیانہ افعال کی اجازت نہیں ہے۔ یہ سب ''زیادتی کرنے'' کی تعریف میں آتے ہیں اور حدیث میں ان سب کی ممانعت آئی ہے۔

نوٹ۔2 بات جنگ کرنے کے حکم سے شروع ہوئی ہے۔ اس لیے حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ کے حکم کا اطلاق ان لوگوں پر ہوگا جن کے خلاف اعلانِ جنگ ہو اور جو جنگ میں حصّہ لے رہے ہوں۔ عام حالات میں کسی غیر مسلم پر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوگا۔ جزیرہ نمائے عرب کے باہر مفتوحہ علاقوں میں خلفاء راشدین کا طرزِ عمل اس بات کی سند ہے۔

نوٹ۔3 فتنہ ایک کثیر المعانی لفظ ہے۔ اس آیت میں یہ لفظ جس مفہوم میں استعمال ہوا ہے، اسے سمجھ لیں۔ کوئی قوم رائج الوقت نظریات کی جگہ اپنے عقائد و نظریات سے اپنے نظام حیات کی اصلاح کی جب کوشش کرتی ہے تو رائج الوقت نظریات کے ٹھیکدار اس کا مقابلہ بالعموم دلائل کے بجائے جبر سے کرتے ہیں۔ یہ جبر خواہ معاشی ناکہ بندی (SANCTIONS) کی شکل میں ہو، ہتھیاروں کے استعمال کی شکل میں ہو یا تشدد (PERSECUTION) کی کوئی بھی شکل ہو، اُن سب کو یہاں فتنہ کہا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فتوی یہ ہے کہ (PERSECUTION) قتل سے زیادہ گھناؤنا جرم ہے، اس لیے اس نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ (PERSECUTION) کے مقابلے کے لیے جوابی کاروائی کریں، خواہ اس کے لیے ہتھیار ہی کیوں نہ اُٹھانے پڑیں۔ اس جوابی کاروائی کو دہشت گردی قرار دینا ذہنی اور اخلاقی دیوالیہ پن کا ثبوت ہے۔

آیت نمبر (2/البقرہ:192)

﴿ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ ﴾

ن ھ ی

(ف) نَهْيًا (۱) کسی کام سے منع کرنا۔ روکنا۔ (۲) ذہن ہونا۔ زیرک ہونا (تاکہ صحیح چیز سے روکے)۔

	﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ﴾ (29/العنکبوت:45)''بے شک نماز روکتی ہے بے حیائیوں اور برائی سے۔''
اِنْہَ	فعل امر ہے۔تو منع کر۔تو روک﴿وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ﴾ (31/لقمان:17)''تو ترغیب دے نیکی کی اور منع کر برائی سے۔''
نَاہٍ	اسم الفاعل ہے۔منع کرنے والا ﴿الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ﴾ (9/التوبۃ:112)''ترغیب دینے والے نیکی کی اور منع کرنے والے برائی سے۔''
نُھٰی	اسم ذات ہے۔ذہانت۔فراست۔﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّھٰی ﴿۵۴﴾﴾(20/طٰہٰ:54) ''یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ذہانت والوں کے لیے۔''
(تفاعل) تَنَاھِیًا	باہم ایک دوسرے کو روکنا۔﴿کَانُوْا لَا یَتَنَاھَوْنَ عَنْ مُّنْکَرٍ﴾''وہ لوگ ایک دوسرے کو نہیں روکا کرتے تھے کسی برائی سے۔''
(افتعال) اِنْتِھَاءً	اہتمام سے خود کو منع کرنا۔رُک جانا۔باز آنا۔﴿اِنْ یَّنْتَھُوْا یُغْفَرْ لَھُمْ﴾(8/الانفال:38)''اگر وہ لوگ باز آجائیں تو انہیں معاف کردیا جائے گا۔''
اِنْتَہِ	فعل امر ہے۔تو باز آ۔﴿وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَۃٌ ؕ اِنْتَھُوْا خَیْرًا لَّکُمْ ؕ﴾ (4/النساء:171)''اور تم لوگ مت کہو کہ تین ہیں یعنی اللہ تین ہیں تم لوگ باز آؤ تمہارے لیے بہتر ہے۔''
مُنْتَہٍ	اسم الفاعل ہے۔رُکنے والا۔باز آنے والا۔﴿فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ ﴿۹۱﴾﴾(5/المائدہ:91)''تو کیا تم لوگ باز آنے والے ہو۔''
مُنْتَھٰی	اسم المفعول ہے جو ظرف کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔رُکنے کی جگہ۔﴿عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی ﴿۱۴﴾﴾(53/النجم:14)''رُکنے کے بیری کے درخت کے پاس۔''

ترکیب

فَاِنِ انْتَھَوْا شرط ہے اور فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ جواب شرط ہے۔اِنْتَھَوْا فعل ماضی میں جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔اس لیے اس پر حرف شرط اِنْ نے کوئی عمل نہیں کیا ہے۔

ترجمہ

فَاِنِ	انْتَھَوْا	فَاِنَّ اللّٰہَ	غَفُوْرٌ	رَّحِیْمٌ
پاس اگر	وہ لوگ باز آئیں	تو یقیناً اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

باز آنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر وہ لوگ اپنی پوجا پاٹ سے باز آجائیں۔بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ لوگ اپنی تشدد کی پروش سے باز آجائیں تو چونکہ اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے اس لیے تم بھی ان سے کچھ نہ کہو اور انہیں معاف کردو۔

آیت نمبر(193)

﴿وَقٰتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّ یَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ ؕ فَاِنِ انْتَھَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۹۳﴾﴾

ترکیب

حَتّٰی کی وجہ سے لَا تَکُوْنَ منصوب ہے اور یہ کَانَ تامہ ہے۔ فِتْنَۃٌ اس کا فاعل ہے۔ یَکُوْنَ کی نصب 392 بتارہی ہے کہ اس سے پہلے حَتّٰی محذوف ہے۔ یہ بھی کَانَ تامہ ہے اور اَلدِّیْنُ اس کا فاعل ہے۔ لِلّٰہِ متعلق فعل ہے۔ فَلَا عُدْوَانَ پر لائے نفی جنس ہے اور یہ مبتداء ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے جو کہ وَاجِبٌ یا ثَابِتٌ ہوسکتی ہے۔ قائم مقام خبر عَلَیْھِمْ بھی محذوف ہے۔ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ اس کا استثناء ہے۔

ترجمہ

وَقٰتِلُوْھُمْ	حَتّٰی	لَا تَکُوْنَ	فِتْنَۃٌ	وَّ یَکُوْنَ
اور تم لوگ جنگ کرو ان سے	یہاں تک کہ	نہ ہو	کوئی تشدد	اور (یہاں تک کہ) ہو

الدِّیْنُ	لِلّٰہِ ط	فَاِنِ انْتَھَوْا	فَلَا عُدْوَانَ
نظام حیات	اللہ کے لیے	پھر اگر وہ لوگ باز آئیں	تو کسی قسم کی کوئی زیادتی نہیں ہے (ان پر)

اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ
مگر ظلم کرنے والوں پر

نوٹ۔1

اُوپر ترکیب میں کَانَ تامہ کی بات ہوئی ہے، اسے سمجھ لیں۔ کَانَ افعال ناقصہ میں سے ہے۔ اس لیے عام طور پر اس کا ایک اسم اور ایک خبر ہوتی ہے، تب بات مکمل ہوتی ہے۔ لیکن کبھی کبھی اس کا صرف اسم ہوتا ہے اور خبر کوئی نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں کَانَ فعل ہوتا ہے اور اس کا اسم دراصل اس کا فاعل ہوتا ہے۔ اور فعل فاعل مل کر بات مکمل کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے ایسے کَانَ کو کَانَ تامہ کہتے ہیں۔

نوٹ۔2

لَا تَکُوْنَ کا فاعل اگر اَلْفِتْنَۃُ ہوتا تو اس کا مطلب ہوتا کہ مذہب کی بنیاد پر مسلمانوں پر جو تشدد ہو رہا ہے وہ ختم ہو جائے۔ لیکن یہاں پر فِتْنَۃٌ نکرہ لا کر ہدایت کی گئی ہے کہ جنگ کر کے جس تشدد کو تم نے ختم کیا ہے، اب غالب ہونے کے بعد خود اس کا ارتکاب مت کرنا۔ اس لیے مذہب کی بنیاد پر کسی غیر مسلم پر کسی قسم کا تشدد جائز نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ڈبل اسٹینڈرڈ میڈ اِن یو۔ ایس۔ اے کی اسلام میں گنجائش نہیں ہے۔

نوٹ۔3

فَلَا عُدْوَانَ میں اصل ہدایت یہ ہے کہ غلبہ حاصل کرنے کے بعد مغلوب مخالفین کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہ کی جائے۔ البتہ اس سے وہ لوگ مستثنیٰ ہوں گے جن کے جرائم کی نوعیت زیادہ سنگین اور فہرست طویل ہو۔ جنگ بدر کے تمام جنگی قیدی رہا کیے گئے لیکن دو کو قتل کیا گیا۔ فتح مکہ میں عام معافی کے اعلان کے ساتھ ستر افراد کو مستثنیٰ قرار دیا گیا جن میں سے چار قتل بھی کیے گئے۔

392

آیت نمبر (194)

﴿ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ ١٩٤

ترکیب

اَلشَّھْرُ الْحَرَامُ مبتداء ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے۔ جو کہ قَآئِمٌ ہو سکتی ہے۔ بِالشَّھْرِ الْحَرَامِ قائم مقام خبر ہے۔ اَلْحُرُمٰتُ مبتداء ہے اور قِصَاصٌ خبر ہے۔ قِصَاص واحد۔ تثنیہ۔ جمع سب کے لیے آتا ہے۔ فَمَنِ اعْتَدٰى شرط ہے فَاعْتَدُوْا جواب شرط ہے۔

ترجمہ

فَمَنِ	قِصَاصٌ ۭ	وَالْحُرُمٰتُ	بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ	اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ
پس جو	بدلہ ہیں	اور تمام محترم چیزیں	محترم مہینے سے	محترم مہینہ

اعْتَدٰى	بِمِثْلِ مَا	عَلَيْهِ	فَاعْتَدُوْا	عَلَيْكُمْ	اعْتَدٰى
اس نے زیادتی کی	اس جیسی سے جو	اس پر	تو تم لوگ (بھی) زیادتی کرلو	تم لوگوں پر	زیادتی کرے

مَعَ الْمُتَّقِيْنَ	اَنَّ اللّٰهَ	وَاعْلَمُوْٓا	وَاتَّقُوا اللّٰهَ	عَلَيْكُمْ ۠
متقی لوگوں کے ساتھ ہے	کہ اللہ	اور جان لو	اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو	تم لوگوں پر

نوٹ۔1

آیت کے شروع میں اصولی بات عربی محاورہ میں بیان کی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی مہینے کا احترام، اس کا احترام کرنے سے ہوتا ہے اور ہر احترام دراصل بدلہ ہوتا ہے یعنی ایک فریق کسی محترم چیز کا جتنا احترام کرے گا، اتنا ہی دوسرا فریق بھی کرے گا۔ اگر ایک فریق احترام نہ کرے تو دوسرے فریق سے بھی احترام کی پابندی ختم ہوجاتی ہے۔ آگے پھر اسی کی وضاحت ہے۔

آیت نمبر (195)

﴿ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ٻ وَاَحْسِنُوْا ڔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ ١٩٥

ھ ل ک

(ض) **ھَلَاکًا** (۱) تباہ و برباد ہونا۔ (۲) کسی جاندار کا مردہ ہونا۔ مرنا۔ ہلاک ہونا۔ ﴿ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴾ ٢٩ (69/ الحاقۃ:29) ''تباہ و برباد ہوئی یعنی جاتی رہی مجھ سے میری قوت۔'' ﴿ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ ﴾ (40/ المؤمن:34) ''یہاں تک کہ جب اُنؑ کا انتقال ہوا تو تم لوگوں نے کہا ہرگز نہیں بھیجے گا اللہ انؑ کے بعد کوئی رسول۔''

ھَالِكٌ اسم الفاعل ہے۔ ہلاک ہونے والا۔ تباہ برباد ہونے والا۔ ﴿ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۭ ﴾ (28/ :88) ''ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے۔''

مَهْلِكٌ — اسم الظّرف ہے۔ ہلاک ہونے کی جگہ یا وقت ﴿ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ ﴾ (27/النمل: 49) 392
''ہم موجود نہیں تھے اس کے گھر والوں کے ہلاک ہونے کے وقت۔''

تَهْلُكَةٌ — اسم ذات ہے۔ تباہی۔ بربادی۔ ہلاکت۔ آیت زیر مطالعہ۔

(افعال) اِهْلَاكًا — تباہ و برباد کرنا۔ ہلاک کرنا۔ ﴿ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ﴾ (90/البلد: 6) ''میں نے برباد کیا ڈھیروں مال۔'' ﴿ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ ﴾ (7/الاعراف: 155) ''اگر تو چاہتا تو ہلاک کرتا ان کو اس سے پہلے۔''

مُهْلِكٌ — اسم الفاعل ہے۔ برباد کرنے والا۔ ہلاک کرنے والا۔ ﴿ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴾ (6/الانعام: 131) ''یہ اس لیے کہ نہیں ہے تیرا رب بستیوں کا ہلاک کرنے والا ظلم سے اس حال میں کہ اس کے لوگ غافل ہوں۔''

ترکیب

انفاق کا لفظ مال خرچ کرنے کے لیے ہی آتا ہے اس لیے اَنْفِقُوْا کا مفعول محذوف ماننے کی ضرورت نہیں ہے۔ سیاق وسباق کے لحاظ سے اس آیت میں فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے مراد جہاد ہے اس لیے اس کے بعد لِلْجِهَادِ محذوف مانا جائے گا۔ وَلَا تُلْقُوْا کا مفعول اَنْفُسَكُمْ محذوف ہے۔ جبکہ اَمْوَالَكُمْ کو محذوف ماننے کی بھی گنجائش ہے۔

ترجمہ

وَاَنْفِقُوْا	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَلَا تُلْقُوْا
اور تم لوگ مال خرچ کرو	اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے)	اور تم لوگ مت پھینکو (اپنے آپ کو)

بِاَيْدِيْكُمْ	اِلَى التَّهْلُكَةِ	وَاَحْسِنُوْا	اِنَّ اللّٰهَ
اپنے ہاتھوں سے	بربادی کی طرف	اور تم لوگ احسان کرو	یقیناً اللہ

يُحِبُّ	الْمُحْسِنِيْنَ
محبت کرتا ہے	احسان کرنے والوں سے

نوٹ۔1

مسلمانوں میں کچھ تربیت یافتہ پہلوان پائے جاتے ہیں جو قرآن کے ساتھ کشتی لڑتے ہیں۔ ایسے لوگ اس آیت میں وَلَا تُلْقُوْا کے بعد اَنْفُسَكُمْ کے بجائے اَمْوَالَكُمْ کو محذوف مانتے ہیں اور مطلب یہ نکالتے ہیں کہ جہاد کے لیے خرچ کر کے اپنا مال تباہی کی طرف مت پھینکو۔ یہ کھلی اور ننگی جہالت، بددیانتی اور دھوکہ دہی ہے۔ ان کی اتنی بات تو درست ہے کہ گرامر کے لحاظ سے یہاں اَمْوَالَكُمْ کو محذوف ماننے کی گنجائش ہے۔ لیکن ایسی صورت میں اس آیت کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ جہاں کے لیے مال خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنے مال کو تباہی کی طرف مت پھینکو یعنی اگر جہاد پر خرچ نہیں کرو گے تو تمہارا مال تباہ ہو جائے گا اور تاریخ شاہد ہے کہ جو قومیں جہاد ترک کر دیتی ہیں وہ خود بھی تباہ و برباد ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ ان کا مال بھی مٹی ہو جاتا ہے۔

نوٹ۔1

اس آیت سے فقہاء نے یہ حکم بھی نکالا ہے کہ مسلمانوں پر زکوۃ کے علاوہ بھی دوسرے حقوق فرض ہیں (یعنی ان کے مال میں) مگر وہ نہ دائمی ہیں اور نہ ان کے لیے کوئی نصاب متعین ہے، بلکہ جب اور جتنی ضرورت ہو اس کا انتظام کرنا سب مسلمانوں پر فرض ہے (معارف القرآن)۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ کا قول ہے کہ اس آیت میں ہلاکت سے مراد ترک جہاد ہے اسی لیے انہوں نے ساری عمر جہاد میں صرف
392
کردی اور قسطنطنیہ میں شہید ہوکر وہیں مدفون ہوئے (معارف القرآن)۔

آیت نمبر (196)

﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى
يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ
نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ٚ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ
ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۱۹۶ ع﴾

ح ص ر

(ن) حَصْرًا — تنگی کرنا۔ گھیرنا۔

(س) حَصَرًا — تنگی محسوس کرنا۔ گھٹن محسوس کرنا۔ ﴿اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ﴾ (4/النساء:90) ’’یا وہ لوگ آئیں تمہارے پاس، تنگی محسوس کرتے ہوئے اپنے سینوں میں کہ وہ قتال کریں تم سے۔‘‘

اُحْصُرْ — باب نَصَرَ سے فعل امر ہے۔ تو گھیر۔ تو قید کر۔ ﴿وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ﴾ (9/التوبہ:5) ’’اور تم لوگ پکڑو ان کو اور قید کرو ان کو۔‘‘

حُصُوْرٌ — فَعُوْلٌ کے وزن کے مبالغہ ہے۔ بہت زیادہ گھیرا ہوا۔ اصطلاحاً عورتوں سے بے رغبتی کرنے والے کے لیے آتا ہے۔ ﴿وَسَيِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا﴾ (3/آل عمران:39) ’’اور سردار اور عورتوں سے بے رغبتی والا اور نبی۔‘‘

حَصِيْرٌ — فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔ گھیرنے والا۔ اصطلاحاً قید خانے کے لیے آتا ہے۔ ﴿وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۸﴾ (17/بنی اسرائیل:8) ’’اور ہم نے بنایا جہنم کو کافروں کے لیے ایک قید خانہ۔‘‘

(افعال) اِحْصَارًا — کسی کو کسی کام سے روک دینا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ح ل ق

(ن) حَلْقًا — گلے پر مارنا۔ حلق کاٹنا۔ ذبح کرنا۔

(ض) حَلْقًا — چھیلنا۔ بال مونڈنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

(تفعیل) تَحْلِيْقًا — اچھی طرح مونڈنا۔

مُحَلِّقٌ — اسم الفاعل ہے۔ مونڈنے والا۔ ﴿اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ﴾ (48/الفتح:27) ’’امن میں ہوتے ہوئے، مونڈتے ہوئے اپنے سروں کو۔‘‘

ب ل غ

(ن) بُلُوْغًا — کسی مقصود چیز کی انتہا تک پہنچنا۔ ﴿وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ﴾

(6/الانعام:19)''اور وحی کیا گیا میری طرف یہ قرآن تا کہ میں خبردار کروں تم لوگوں کو اور اس کو جس کو وہ
392
پہنچا۔''﴿ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرۡبَعِیۡنَ سَنَةً ۙ﴾ (46/الاحقاف:15)''یہاں تک کہ جب وہ پہنچا اپنی شدت کو اور وہ پہنچا چالیس سال کو۔''

بَالِغٌ — اسم الفاعل ہے۔پہنچنے والا﴿ فَلِلّٰهِ الۡحُجَّةُ الۡبَالِغَةُ ۚ﴾ (6/الانعام:149)''پس اللہ کی ہے پہنچنے والی یعنی سمجھ میں آنے والی دلیل۔''﴿ وَمَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمۡرِهٖ ؕ﴾ (65/الطلاق:3)''اور جو بھروسہ کرتا ہے اللہ پر تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔یقیناً اللہ اس کے کام کو پہنچنے والا ہے۔''

مَبۡلَغٌ — اسم الظرف ہے۔پہنچنے کی جگہ۔﴿ ذٰلِكَ مَبۡلَغُهُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ ؕ﴾ (53/النجم:30)''یہ ان کے پہنچنے کی انتہا ہے علم میں سے۔''

(ک) **بَلَاغَةً** — آسانی سے پہنچنا۔واضح ہونا۔فصیح ہونا۔

بَلِيۡغٌ — فَعِيۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔واضح۔فصیح۔﴿ وَ قُلۡ لَّهُمۡ فِيۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ قَوۡلًاۢ بَلِيۡغًا ﴾ (4/النساء:63)''اور آپؐ کہیں ان سے ان کے بارے میں کوئی واضح بات۔''

(افعال) **اِبۡلَاغًا** — پہنچانا۔﴿ لِّيَعۡلَمَ اَنۡ قَدۡ اَبۡلَغُوۡا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمۡ ﴾(72/الجن:28)''تاکہ وہ جان لے کہ انہوں نے پہنچا دیا ہے اپنے رب کے پیغامات کو۔''

بَلَاغٌ — یہ باب افعال کا ایک مصدر بھی ہے اور اسم ذات بھی۔پہنچانا۔پیغام۔﴿ مَا عَلَى الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ ؕ﴾ (5/المائدہ:99)''ان رسولؐ پر نہیں ہے مگر پہنچانا۔''﴿ اِنَّ فِىۡ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوۡمٍ عٰبِدِيۡنَ ؕ﴾ (21/الانبیاء:106)''یقیناً اس میں ایک پیغام ہے عبادت گزاروں والی قوم کے لیے۔''

اَبۡلِغۡ — فعل امر ہے۔تو پہنچا۔﴿ حَتّٰى يَسۡمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبۡلِغۡهُ مَاۡمَنَهٗ ؕ﴾(9/التوبہ:6)''یہاں تک کہ وہ سنے اللہ کا کلام پھر اسے پہنچا دو اس کی امن کی جگہ پر۔''

(تفعیل) **تَبۡلِيۡغًا** — آہستہ آہستہ یا رفتہ رفتہ پہنچانا۔﴿ اۨلَّذِيۡنَ يُبَلِّغُوۡنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ ﴾(33/الاحزاب:39)''وہ لوگ جو آہستہ آہستہ پہنچاتے رہتے ہیں اللہ کے پیغامات۔''

بَلِّغۡ — فعل امر ہے۔تو آہستہ آہستہ پہنچاتا رہ۔تبلیغ کرتا رہ۔﴿ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ﴾ (5/المائدہ:67)''اے رسولؐ آپؐ پہنچاتے رہیں اس کو جو نازل کیا گیا آپؐ کی طرف آپؐ کے رب کی جانب سے۔''

ا ذ ی

(س) **اَذًى** — تکلیف پہنچنا۔دُکھ پہنچنا۔

اَذًى — اسم ذات بھی ہے۔جسمانی اور نفسیاتی تکلیف۔اذیت۔کوفت۔آیت زیر مطالعہ۔

(افعال) **اِيۡذَاءً** — تکلیف پہنچانا۔اذیت دینا۔﴿ لَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ اٰذَوۡا مُوۡسٰى ﴾(33/الاحزاب:69)''تم لوگ مت ہو ان کی طرف جنہوں نے اذیت دی موسیٰؑ کو۔''

اٰذِ — فعل امر ہے۔تو تکلیف دے۔دکھ دے۔﴿ وَالَّذٰنِ يَاۡتِيٰنِهَا مِنۡكُمۡ فَاٰذُوۡهُمَا ۚ﴾ (4/النساء:16) ''اور وہ دونوں جو یہ کام کرتے ہیں تو تم لوگ تکلیف دو ان دونوں کو۔''

ترکیب

وَاَتِمُّوا فعل امر ہے، اَلْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ اس کا مفعول ہے اور لِلّٰهِ متعلق فعل ہے۔ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ شرط ہے اور فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ جواب شرط ہے۔ فَمَا کا مَا موصولہ ہے، اِسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ اس کا صلہ ہے۔ یہ صلہ موصول مل کر مبتداء ہے جب کہ اس کی خبر ار متعلق خبر وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ محذوف ہے۔ لَا تَحْلِقُوْ فعل نہی ہے۔ اس کا فاعل اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور رُءُوْسَكُمْ مفعول ہے۔ يَبْلُغُ فعل لازم ہے، اَلْهَدْيُ فاعل ہے اور اس کا مفعول نہیں آئے گا۔ مَحِلَّهٗ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ فَمَنْ كَانَ سے رَاْسِهٖ تک شرط ہے اور فَفِدْيَةٌ جواب شرط ہے۔ مِنْ بیانیہ ہے۔ صِيَامٍ۔ صَدَقَةٍ اور نُسُكٍ فدیہ کی وضاحت کے لیے ہے۔ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ شرط ہے اس کی ضمیر مفعولی ہٗ محذوف ہے جو کہ الهدی کے لیے ہے۔ فَصِيَامُ سے اِذَا رَجَعْتُمْ تک جواب شرط ہے۔ اس کے بعد وَاجِبٌ عَلَيْهِ محذوف ہے۔ تِلْكَ مبتداء اور عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ خبر ہے۔ یہ جملہ تاکید کے لیے ہے۔ ذٰلِكَ کا اشارہ اس آیت میں مذکور واجبات کی طرف ہے اور یہ مبتداء ہے۔ اس کی بھی خبر وَاجِبٌ محذوف ہے، جب کہ لِمَنْ سے الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ تک متعلق خبر ہے۔ لَمْ يَكُنْ کا اسم اَهْلُهٗ ہے جب کہ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اس کی خبر ہے۔ كَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے حَاضِرِيْنَ نصب میں ہے اور مضاف ہونے کی وجہ سے اس کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ شَدِيْدُ الْعِقَابِ مرکب اضافی ہے۔ لیکن اُردو محاورہ کی وجہ سے اس کا ترجمہ مرکب توصیفی کا ہوگا۔ (آیت نمبر ۲/ ۴۹، نوٹ۔ ۳)

ترجمہ

وَاَتِمُّوا	اَلْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ	لِلّٰهِ	فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ	فَمَا	اسْتَيْسَرَ
اور تم لوگ پورا کرو	حج کو اور عمرے کو	اللہ کے لیے	پھر اگر تم لوگ روک دیئے جاؤ	تو جو	آسان ہو

مِنَ الْهَدْيِ	وَلَا تَحْلِقُوْا	رُءُوْسَكُمْ	حَتّٰى
قربانی کے جانور میں سے وہ (واجب ہے تم پر)	اور تم لوگ مت مونڈو	اپنے سروں کو	یہاں تک کہ

يَبْلُغَ الْهَدْيُ	مَحِلَّهٗ ط	فَمَنْ	كَانَ	مِنْكُمْ	مَّرِيْضًا	اَوْ بِهٖٓ اَذًى
پہنچے قربانی کا جانور	اپنی منزل پر	پھر جو	ہو	تم میں سے	مریض	یا اس کو تکلیف ہو

مِّنْ رَّاْسِهٖ	فَفِدْيَةٌ	مِّنْ	صِيَامٍ	اَوْ صَدَقَةٍ	اَوْ نُسُكٍ ج	فَاِذَآ
اپنے سر میں	تو فدیہ (واجب) ہے	جیسے	روزہ رکھنا	یا کوئی صدقہ	یا کوئی قربانی	پس جب

اَمِنْتُمْ	فَمَنْ	تَمَتَّعَ	بِالْعُمْرَةِ	اِلَى الْحَجِّ	فَمَا	اسْتَيْسَرَ
تم لوگ امن میں ہو	پھر جو	فائدہ اُٹھائے	عمرے سے	حج تک	تو جو	آسان ہو

مِنَ الْهَدْيِ	فَمَنْ	لَّمْ يَجِدْ	فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ
قربانی کے جانور میں سے وہ (واجب ہے اس پر)	پھر جو	نہ پائے (اس کو)	تو تین دن کا روزہ رکھنا (واجب) ہے

فِى الْحَجِّ	وَسَبْعَةٍ	اِذَا رَجَعْتُمْ ط	تِلْكَ	عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ط	ذٰلِكَ	لِمَنْ
حج میں	اور سات	جب تم لوگ لوٹو	یہ	پورے دس ہیں	یہ	اس کے لیے ہے جس کے

لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ	حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط	وَاتَّقُوا اللّٰهَ	وَاعْلَمُوْٓا
گھر والے نہیں ہیں	مسجد حرام کے حاضرین	اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو	اور تم لوگ جان لو

شَدِيْدُ الْعِقَابِ	اَنَّ اللّٰهَ
سخت سزا دینے والا ہے	کہ اللہ

نوٹ۔1

اس آیت میں یہ نہیں کہا کہ حج یا عمرہ کرو، بلکہ کہا گیا ہے کہ انہیں پورا کرو۔ اس لیے حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھ لینے کے بعد اسے پورا کرنا ضروری ہے۔ اگر کوئی مجبوری لاحق ہوجائے تو قربانی کر کے احرام کھول دے لیکن بعد میں اس کی قضا لازمی ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2

قربانی سے پہلے سر مونڈنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کسی بیماری یا مجبوری سے ایسا کرنا پڑ جائے تو فدیہ میں روزہ رکھنا ہوگا یا صدقہ دینا ہوگا یا قربانی کرنی ہوگی۔ اس آیت میں اس کا نصاب نہیں دیا گیا۔ البتہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کم از کم ایک بکری کی قربانی دے۔ (معارف القران)

نوٹ۔3

اسلام سے پہلے ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج کرنے کو گناہ سمجھا جاتا تھا۔ یہ بات ان لوگوں کے لیے ٹھیک ہے جو مسجد حرام کے حاضرین ہیں، یعنی جن کی رہائش حرم کی میقاتوں کے اندر ہے۔ لیکن باہر والوں کے لیے یہ مشکل تھا کہ وہ عمرہ کر کے واپس جائیں اور حج کے لیے دوبارہ سفر کریں۔ چنانچہ اس آیت میں باہر والوں یعنی آفاقی لوگوں کو اجازت دی گئی کہ ایک ہی سفر میں وہ عمرہ سے حج تک فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ اس ک امطلب یہ ہے کہ عمرہ کرنے کے بعد وہ احرام کھول دیں اور حج کے لیے دوبارہ احرام باندھیں، البتہ ایسے حاجیوں کے لیے قربانی کرنا ضروری ہے۔